OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 1 (January-March 2022)

پاکستانی مسلم عائلی قوانین میں تعدد ازدواج کی شرائط وضوابط: شرعی و قانونی تناظر

Impediments and Edicts of Polygamy in Muslim Family Laws of Pakistan: *Shar'iah* and Legal Perspective

Dr. Ghulam Dastgeer Shaheen
Chief Research Officer, Council of Islamic Ideology, Islamabad
Dr. Nazia Perveen
PhD Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad
Dr. Mehboob Ali Shah
Head Master, Govt. Elementary school Mehta Jhedu, Chishtian

Abstract

Muslim society has distinct communal norms from the West. The modernization of the global world created tension for Muslim zones, particularly Muslim Family Laws. Classical Islamic family law permitted the husband to enter into a maximum of four marriages at a time. In the contemporary Muslim world, Polygamy has marked the most contentious and unsettled legal issue. It requires an academic study on the advantages and disadvantages of Polygamy. The state of Pakistan introduced some impediments and edits for a second marriage to secure women's rights Failure to the state regulations will impose criminal liability on the husband. The paper in hand will analyze the confinements of the state in MFLO (Muslim Family Laws Ordinance), 1961. It will depict the contraventions of this enactment from Islamic law. This paper will examine the views of judicial and constitutional institutions on polygamous provisions.

Keywords: Polygamy, State regulation, Muslim Family Laws, Council of Islamic Ideology

CC BY

تمہید

مسلم معاشرہ کی بنیاد مغربی اقوام سے مختلف اصول معاشرت پر استوار ہے۔اقوام عالم میں جدیدیت کی لہر سے کئی طوفان اٹھ آئے جس سے انسانی معاشرہ سماجی، اخلاقی، سیاسی اور قانونی تناؤ کا شکار ہوا۔اسلام تمام معاشرتی طبقات بالخصوص خواتین اور بچوں کو تحفظِ حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ قبل ازاسلام کثرت ازدواج سے عورتوں کے استحصال کا تدارک کرتے ہوئے فطرت و معاشرت کے تحت دوسری شادی کی اصولی اجازت دی۔ مسلم دنیا کے عصری مسائل میں تعدد ازدواج یا دوسری شادی ایک متنازعہ اور غیر حل شدہ مسئلہ ہے۔بلاشبہ خواتین اور بچوں کے حقوق اس مسئلہ سے براہ راست وابستہ ہیں۔اس مسئلہ کی حساسیت کے پیش نظر اس کے تمام پہلوؤں پر غیر جانبدار علمی تحقیق کی ضرورت ہے۔پاکستان میں بھی حقوق نسواں کے تحفظ اور تعدد ازدواج کے ذریعے استحصال کے انسداد کے لئے تحریکوں کا آغاز ہوا۔اس مقالہ میں مسلم عائلی قوانین 1961ء میں تعدد ازدواج پر حکومتی عائد کردہ شرائط و ضوابط کا شرعی و قانونی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔۔مقالہ ہذا میں متذکرہ مسئلہ کے مناسب حل کے لئے تجاویز کی نشاندہی کی گئی ہے۔

تعدد ازدواج پر قانونی دفعات

تعدد ازدواج یا دوسری شادی سے متعلق قانونی دفعات دو دستاویزات میں موجود ہیں۔پہلی دستاویز'مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعہ 6 ہے۔ یہ تفصیلی قانونی دفعہ اطلاقی و عملی ہر دو نوعیت کی حامل ہے جس میں تعدد ازدواج کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔بظاہر دوسری شادی پر چند شرائط و ضوابط لاگو کئے گئے ہیں لیکن مترشح یہ ہوتا ہے کہ تعدد ازدواج کو عملاً روکنا بنیادی ہدف ہے۔دفعہ 6 کے مندرجات درج ذیل ہیں؛

(I) No man, during the subsistence of an existing marriage, shall, except with the previous permission in writing of the Arbitration Council, contract another marriage, nor shall any such marriage contracted without such permission be registered under this Ordinance.

(2) An application for permission under sub-section (I) shall be submitted to the Chairman in the prescribed manner, together with the prescribed fee, and shall state reasons for the proposed marriage, and whether the consent of existing wife or wives has been obtained thereto.

[(2A) The Nikah Registrar or the person who solemnizes a Nikah shall accurately fill all the columns of the *nikahnama* form with specific answers of the bride or the bridegroom.]

(3) On receipt of the application under sub-section (2), the Chairman shall ask the applicant and his existing wife or wives each to nominate a representative, and the Arbitration Council so constituted may, if satisfied that the proposed marriage is necessary and just, grant, subject to such conditions, if any, as may be deemed fit, the permission applied for.

[(4) If a person contravenes the provision of:

(i) subsection (2A), he shall be punished to simple imprisonment for a term which may extend to one month and fine of twenty five thousand rupees; and

(ii) Subsection (3), he shall be punished to simple imprisonment for a term which may extend to three months and fine of one hundred thousand rupees.]

(5) Any man who contracts another marriage without the permission of the Arbitration Council shall,

(a) pay immediately the entire amount of the dower, whether prompt or deferred, due to the existing wife or wives, which amount, if not so paid, shall be recoverable as arrears of land revenue; and

(b) On conviction upon complaint be punishable with the simple imprisonment which may extend to one year and with fine of five hundred thousand rupees.

(۱) کوئی شخص آرڈیننس ہذا کے تحت اپنی پہلی بیوی کی موجودگی میں ثالثی کونسل سے پیشگی تحریری اجازت حاصل کئے بغیر دوسری شادی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی منظوری مذکور کے بغیر کی گئی کسی شادی کو آرڈیننس ہذا کے تحت درج رجسٹر کیا جائے گا۔

(۲) تحتی دفعہ (۱) کے تحت اجازت حاصل کرنے کے لئے درخواست مجوزہ طریق کار کے مطابق چیئرمین کو مقررہ فیس کے ہمراہ دی جائے گی۔ اور اس میں مجوزہ شادی کی وجوہات درج کی جائیں گی۔ نیز اس میں یہ بھی تحریر کیا جائے گا۔ کہ آیا موجودہ بیوی یا بیویوں کی رضامندی حاصل کرلی گئی ہے یا نہیں۔

(۳) تحتی دفعہ (۲) کے تحت درخواست وصول ہونے پر چیئرمین درخواست دہندہ اور اس کی بیوی یا بیویوں سے کہے گا کہ وہ ہر ایک اپنا اپنا نمائندہ نامزد کردیں۔ اور اس طرح تشکیل شدہ ثالثی کونسل مجاز ہوگی کہ اگر اس کا اس بارہ میں اطمینان ہو جائے کہ مجوزہ شادی ضروری اور منصفانہ ہے تو وہ ایسی شرائط کے تحت جنہیں وہ مناسب خیال کرے طلب کردہ منظوری دے دے گی۔

(۴) درخواست دہندہ کا فیصلہ کرتے وقت ثالثی کونسل اپنے فیصلہ کی وجوہات قلمبند کرے گی۔ اور ہر فریق مجاز ہوگا کہ وہ مقررہ عرصہ کے اندر مجوزہ طریق میں اور مقرر کردہ فیس ادا کرنے پر نگرانی کی درخواست کلکٹر کو پیش کرے گا اور اس کا فیصلہ قطعی ہوگا اور کسی عدالت میں اس کے خلاف چارہ جوئی نہیں ہوسکے گی۔

(۵) اگر کوئی شخص ثالثی کونسل کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرے گا۔ تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ

(الف) حق مہر کی کل ایسی رقم (خواہ وہ معجل وہ یا غیر معجل) یا جو بیوی یا بیویوں کو قابلِ ادا ہو فی الفور ادا کرے اور اگر ایسی رقم ادا نہ کی جائے تو اسے بطور بقایا مالیہ سرکار وصول کیا جائے گا۔ اور

(ب) شکایت پر اثبات جرم کی صورت میں وہ قید محض کا مستوجب ہوگا جس کی میعاد ایک سال سزا یا پانچ ہزار تک جرمانہ، یا

دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

دوسری دستاویز 'قانون انفساخ مسلم ازدواج 1939ء' کی دفعہ 2(اے) ہے جس میں دوسری شادی کو فسخ نکاح کی بنیاد تسلیم کیا گیا ہے۔ مذکورہ دفعہ کا متن درج ذیل ہے؛

(ii-A) that the husband has taken an additional wife in contravention of the provisions of the Muslim Family Laws Ordinance, 1961

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس 1961ء کی دفعات کے خلاف دوسری شادی کرنے پر بیوی فسخ نکاح کا حق رکھتی ہے۔

مذکورہ بالا دفعات کے تناظر میں درج ذیل پہلوؤں زیر بحث آتے ہیں:۔

ا) تعدد ازدواج کے حوالے سے شریعت کا نقطۂ نظر

۲) قانون میں کار فرما ذہنیت کا پس منظر

۳) متعلقہ قانونی دفعات کا جائزہ

تعدد ازدواج کے حوالے سے شرعی نقطۂ نظر

اسلام ضابطہ حیات ہے۔ یہ انسان کی نجی زندگی کے لیے بھی راہنما اصول دیتا ہے اور اجتماعی زندگی کے لیے بھی۔ مرد و عورت کا تعلق انسانی نسل کی افزائش اور انسانوں کے باہمی تعلقات کی بنیاد ہے۔ یہ تعلق جتنا پختہ اور منضبط ہو گا، معاشرہ اتنا ہی پُرامن اور صحت مند ہو گا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید نے ازدواجی زندگی سے متعلق تقریباً تمام احکامات بیان فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی احکام میں سے ایک حکم تعدد ازدواج کے متعلق ارشاد فرمایا:

وإن خفتم ألا تقسطوا في اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع ۖ فإن خفتم ألا تعدلوا فواحدة أو ما ملكت أيمانكم ۚ ذلك أدنى ألا تعولوا۔[1]

اور اگر تم ڈرتے ہو کہ ان یتیم بچیوں کے ساتھ انصاف کا معاملہ نہ کر سکو گے تو ان سے نکاح نہ کرو، پس ان کے علاوہ تمہیں جو پسند آئیں ان سے نکاح کر و دو دوم تین تین، چار چار، اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ایک سے ہی نکاح کرو یا کنیزیں کن کے تم مالک ہو، یہ عمل اس سے بہتر ہے کہ تم ایک کی طرف ہی مائل ہو جاؤ۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔

"یہ آیت فقط حلت نکاح کے لیے نہیں اتاری گئی بلکہ حلال تعداد کی تعیین کے لیے اتاری گئی۔ نفس نکاح کی حلت تو اس سے پہلے دوسری آیات و احادیث سے معلوم ہی ہو گئی تھی۔ اس آیت میں حلت کو تعداد کے ساتھ مقید کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ صرف حد تعداد کا بیان مقصود ہے یا یوں کہو کہ آیت میں حلت نکاح کا بیان ہی مقصود ہے مگر مطلق حلت کا نہیں بلکہ حلت مقید بالعدد کا"[2]

مولانا مفتی ولی حسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

یہ آیت کریمہ عہد رسالت سے لے کر آج تک تحدید ازواج کے بارے میں اصل قرار دی جاتی ہے کیوں کہ زمانہ جاہلیت سے لے کر اس آیت کریمہ کے نزول تک نکاحوں پر کوئی پابندی نہیں تھی اور ایک شخص چار سے زائد جس قدر چاہتا بیویاں رکھ سکتا تھا لیکن اب آیت کریمہ نے ایک مرد کے لیے چار سے زیادہ بیویوں کے رکھنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں شواہد ہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو بلایا جن کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں تھیں اور انہیں حکم دیا کہ صرف چار بیویاں اپنے پاس رکھو اور باقی کو آزاد کر دو۔ حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے پاس

دس بیویاں تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے ارشاد فرمایا:

" امسک أربعا و فارق سائرھن"[3]

(چار کو رکھ لو باقی کو آزاد کر دو)

سیدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ ان افراد میں سے ایک ہیں جن کے نکاح میں پانچ عورتیں تھیں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے فرمایا:

"فارق واحدۃ وأمسک أربعًا"[4]

(ایک کو چھوڑ دو باقی چار کو رکھ لو)[5]

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:"فالحق الذی لا محیص عنہ انہ یحرم الزیادۃ علی الأربع"[6](سووہ حق بات جس کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں یہی ہے کہ چار سے زائد بیویاں رکھنا حرام ہے)ہدایہ میں ہے: وللحرأن یتزوج أربعاً من الحرائر والاماء، ولیس لہ ان یتزوج اکثر من ذلک،لقولہ تعالیٰ :"فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ" والتنصیص علی العدد یمنع الزیادۃ علیہ۔[7](آزاد مرد چار آزاد عورتوں یا باندیوں سے نکاح کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ:"اور نکاح کرو ان سے جو تمہیں پسند آجائیں دو دو، تین تین، چار چار" یہ عدد کی تصریح اس پر زیادتی سے مانع ہوتی ہے۔)صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں:"ائمہ اربعہ اور جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں"[8]

قرآن مجید میں تعدد ازواج کی رخصت و حکمت اور ناقدین اسلام کے اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے جناب جسٹس پیر کرم شاہ الازہری نے چند حقائق رقم کیے، جو درج ذیل ہیں:

1. یہ ایک رخصت ہے نہ لازمی حکم ہے جس پر عمل لازمی ہو۔
2. یہ رخصت کا عمل بھی نہایت سنگین شرائط کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔
3. عورت و مرد کی طبعی کیفیات مختلف ہیں جس پر جدید و قدیم طب متفق ہے۔
4. جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دارز تک کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس لئے اس کی نسبت مرد میں جنسی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ حمل و پیدائش، رضاعت اور بچے کی تربیت جیسے امور میں مشغولیت کی وجہ سے بھی طلب کم ہوتی ہے جب کہ مرد اس سے آزاد ہوتا ہے۔
5. اکثر ممالک میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔
6. تعدد ازدواج کی ممانعت والے معاشروں میں زنا کی کھلی اجازت دی گئی ہے اور اس فعل شنیع کو معیوب بھی نہیں جانا جاتا۔
7. بیوی کے لئے ایک سوتن کا برداشت کرتا آسان عمل ہے یا دربدر کی ٹھوکریں کھانا۔
8. یورپ اور امریکہ تمام تر سائنسی ترقی کے باوجود خواتین کو تحفظ دینے، ناجائز ولادتوں کو روکنے (جن کا اوسط ساٹھ فیصدی تک پہنچ گیا ہے) میں ناکام ہو چکے ہیں۔[9]

نکاح کا بنیادی مقصد

رشتہ ازدواج جو انسانی زندگی میں انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے، اس کی مقصدیت یوں واضح فرمائی گئی ہے:" ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم

یتفکرون"[10] اور تمہاری جنس سے تماری بیویاں پیدا کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیاں محبت اور رحمت کا تعلق پیدا کر دیا، بے شک غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:" **هو الذي خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن إليها**"[11] اور وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کر سکے۔

رشتہ ازدواج کا ایک گھر کی تشکیل اور پھر ایک معاشرے کی طرف بڑھنے اور تعمیر و ترقی میں نہایت اہم کردار ہوتا ہے رشتہ ازدواج کے قیام کے بے شمار فوائد و حکمتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے صرف ایک ہی مقصد جسے قرآن مجید نے سورۃ الروم اور سورۃ الاعراف میں بیان فرمایا کہ یہ رشتہ مرد کے لیے سکون و آرام کا سبب بنتا ہے اگر یہی مقصد پورا نہ ہو پا رہا ہو بلکہ طبیعتوں کے اختلاف اور احوال کی مغایرت سے یا پھر بے شمار ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں جب شادی کے مقاصد کماحقہ پورے نہیں ہوتے۔ گھر بھی ہوتا ہے شوہر اور بیوی بھی اس گھر میں موجود ہوتے ہیں لیکن وہاں سکون نہیں ہوتا۔ گھر میں بے سکونی کی وجوہات کچھ بھی ہوں، اس میں ذمہ دار مرد ہو یا عورت، گھر ہو اعتماد نہ ہو۔ میاں بیوی ہوں بچے نہ ہوں۔ بیماری یا کسی آفت نے زوجین میں سے کسی ایک کو فریضہ زوجیت کے قابل نہ چھوڑا ہو ان تمام صورتوں میں اسلام متبادل راستے تجویز کرتا ہے تاکہ شادی کے مقاصد کماحقہ حاصل ہو سکیں۔ اگر گھر میں یہ سقم عورت کی وجہ سے ہو اور خاوند یہ سمجھتا ہو کہ بے سکونی عورت کی وجہ سے ہے اور اس عورت کے ساتھ نباہ کی کوئی صورت نہیں تو مرد کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ عورت کو اچھے طریقے سے فارغ کر دے اور اگر وہ یہ سمجھتا ہو کہ اس عورت کے ہوتے ہوئے کسی دوسری عورت سے شادی کر لینے سے رشتہ ازدواج کے جملہ مقاصد حاصل ہونا ممکن ہیں تو اسلام اس مرد کو چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں کہ اسلام نے صرف مرد کا خیال رکھا ہے بلکہ جیسی بھی صورت میں نباہ نہ ہو پا رہا ہو عورت کو بھی خلع کی اجازت دے رکھی ہے۔ اسلام جہاں مرد کو چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے وہاں سختی کے ساتھ ان بیویوں کے درمیان عدل قائم کرنے کی پابندی بھی عائد کرتا ہے۔ عدل قائم کرنا کوئی آسان شرط نہیں ہے۔ تمام عورتیں جمال، صحت، اخلاق، سلیقے اور اطاعت شعاری میں برابر نہیں ہوتیں۔ ان خوبیوں کی وجہ سے کسی ایک کی طرف میلان ہونا فطری عمل ہے۔ لہذا عدل کی شرط کو ان تمام مشکلات کی صورت میں پورا کرنا انتہائی دشوار ہوگا۔ اسی لیے قران مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔"**ولن تستطيعوا أن تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل فتذروها كالمعلقة وإن تصلحوا وتتقوا فإن الله كان غفوراً رحيماً**"[12] اور تم ہرگز اپنی بیویوں کے مابین مکمل انصاف قائم نہیں کر سکتے اگرچہ کتنی بھی خواہش کر لو، ایک کی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ایسے ہی چھوڑ دو، اگر تم اپنا رویہ صحیح کرو اور پرہیزگار بن جاؤ تو بے شک اللہ بہت ہی غفور اور رحیم ہے۔

قرآن مجید کی جو آیت کریمہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کے جواز پر اتنی کڑی شرط لگا رہی ہے اور فقہائے اسلام "عدل بین ازواج" کے تحت جزئیات تک کو زیر بحث لاتے ہوئے قسم (باریوں) کی تقسیم سے لے کر نان و نفقہ تک کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے موضوع کی اہمیت واضح ہو جانے کے ساتھ ساتھ تمام قسم کے اشکالات و اعتراضات بھی رفع ہو جانے چاہییں۔

قانون میں کار فرما ذہنیت کا پس منظر

مستشرقین نے کبھی بھی اسلام اور شارع اسلام علیہ الصلوۃ والسلام پر انگشت اعتراض دراز کرنے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اسلام کی مخالفت میں ہر لحظہ کمربستہ رہتے ہیں حالانکہ مذکورہ بالا حقائق کی موجودگی میں تعدد ازدواج پر مستشرقین کے اعتراضات صرف کور بینی اور دیرینہ اسلام دشمنی پر منتج ہوتے ہیں، جبکہ ان کے اپنے معاشرے تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہیں

اور ان کے ہاں متبادل نظام ہی نہیں ہے، یہ تو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے کہ اپنے پیروکاروں کو تمام طرق حیات میں راہنمائی و ہدایت کی روشنی بہم پہنچاتا ہے۔ اعدائے اسلام کی لاکھ مخالفتوں کے باوجود ان ہی میں سے بعض افراد چاروناچار اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شادی کے معاملات کی ماہر مستشرق سکالر "ڈاکٹر ماریون لانجر" اس صورت حال کے متعلق لکھتی ہے: "عورتوں کی نسبت مردوں کی تعداد میں کمی کے مسئلے کے ہمارے سامنے دو ہی حل ہیں، یا تو تعداد ازواج کو قانوناً جائز قرار دیا جائے اور یا کوئی ایسا طریقہ ایجاد کیا جائے جس سے مردوں کی عمریں بڑھائی جاسکیں۔ لیکن کیا ایسا کوئی طریقہ ایجاد کرنا ممکن ہے جس سے مردوں کی عمروں میں تو اضافہ کرنا ممکن ہو لیکن عورتوں کی عمروں میں اضافہ نہ ہو یا کیا دنیا اس سنگین مسئلے کے حل کے لیے تعداد ازواج کی طرف رجوع کرے گی؟"[13]

اسی طرح "منٹگمری واٹ" تعدد ازواج کے قانون کی وجہ سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدنام کرنے کی کوشش کرنے والوں میں پیش پیش ہے لیکن اس قانون کی افادیت کو تسلیم کیئے بغیر وہ بھی نہیں رہ سکا۔ وہ خود لکھتا ہے: "تعدد زوجات کے قانون نے بعض ان زیادتیوں کا مداوا کر دیا جو انفرادیت پسندی کے ترقی کر جانے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ اس قانون نے زائد عورتوں کو باعزت طور پر رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے مواقع فراہم کیے۔ سرپرستوں کی طرف سے عورتوں پر کی جانے والی زیادتیوں کو کم کیا۔ اس قانون نے نکاح کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے کی ترغیبات کو کم کیا، جس کی عرب معاشرہ میں اجازت تھی۔ اس زمانے میں جو رسوم موجود تھیں ان کے پیش نظر معاشرے کی تنظیم کے سلسلے میں یہ اصلاح بڑا اہم قدم تھا۔"[14]

اغیار تو بالآخر اسلام کی حقانیت کے محل میں پناہ گزین ہونے کے لئے سرگرداں نظر آتے ہیں لیکن ہمارے اپنے مغرب کی تہذیب کی چکاچوند روشنیوں سے چندھیا کر اسلام کی ناقابل تسخیر عمارت میں ہی دراڑ ڈالنے کے درپے ہیں۔ جدیدیت سے متاثر اوراسلاف کے نظریات و تعلیمات سے لاعلم افراد کی موشگافیاں مختلف روپ دھار کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہونے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتی ہیں۔ یہ بات اس وقت صادق آتی دکھائی دیتی ہے جب ہمارے اپنے ملک میں بننے والے قوانین میں انسانیت کی خیر خواہی کے دلکش نعرے میں ملفوف غیر محسوس طریقے سے یہ سوچ داخل ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انہیں قوانین میں سے ایک عائلی قانون ہے جس کی تشکیل پر علماء اسلام سراپا احتجاج ہوئے کہ یہ تقنین خلاف اسلام ہے اور اس قانون کی دفعہ ۶ پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی فرماتے ہیں: "اس دفعہ کا منشاء بظاہر ان مظالم کو دور کرنا ہے جو ایک سے زائد نکاح کرنے والوں کی طرف سے ان بیویوں پر ظہور میں آسکتے ہیں۔ اس دفعہ کی رو سے دوسرا نکاح کرنے پر کڑی پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ لیکن یہاں یہ سوال بدیہی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ صرف ایک بیوی رکھنے والے کیا اس ظلم و جور کے مرتکب نہیں ہوتے یا ان کی مظلوم بیوی کو ظلم سے نجات دلانا ضروری نہیں، اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر جو اصول اس دفعہ میں اختیار کیا گیا ہے۔ کیا اس کا مقتضی یہ نہیں ہو گا کہ پہلا نکاح کرنے والے ہر شخص پر بھی یہی پابندی لگائی جائے۔"[15]

مندرجہ بالا دلائل اور علماء کی آراء کی روشنی میں مذکورہ دفعہ کے مندرجات بظاہر دوسری شادی کے لیے کڑی شرائط کی ایک تفصیل نظر آتی ہے، اس دفعہ کا قرآن وسنت، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعلیمات اور اجماع امت کے خلاف ہونا واضح اور بدیہی امر ہے۔ اسی طرح کونسل کی طرف سے جو متبادل دفعہ تجویز کی گئی ہے جس میں دوسری شادی کو سول جج کی اجازت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، یہ بھی محل نظر ہے۔

تنقیدی جائزہ

تعدد ازدواج کی دفعہ پر تین حوالوں سے بحث ہو سکتی ہے:

1. نکاح ثانی کے لیے موجودہ بیوی / بیویوں سے اجازت لینا۔
2. اس کا طریقہ کار مشکل بنانا گویا کہ پابندی کے مترادف ہو۔
3. نکاح ثانی کے لیے قانونی طریقہ کار اختیار نہ کرنے پر بطور جرم سزا کا نفاذ۔

جہاں تک دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینے کا امر ہے تو قرآن وسنت اور فقہاء کی تعبیرات میں یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتی کہ دوسری شادی کے لیے مرد کو اپنی موجودہ بیوی / بیویوں سے اجازت لینا ضروری ہے۔ البتہ شریعت نے نکاح ثانی کے لیے مرد پر بعض ذمہ داریاں عائد کی ہیں جیسا کہ عدل بین ازواج اور نان ونفقہ کی ادائیگی کی استطاعت ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ایک اسلامی حکومت کو بعض مباحات پر پابندی عائد کرنے کا اختیار ہے اگر کوئی تعدد ازواج پر پابندی انہی مباحات کے ضمن کی پابندی شمار کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے جیسا کہ تعدد ازواج کے تحت مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب مباحات کی اقسام پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔ افعال مباح کو تین اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے:

(الف) مباح الاصل (ایسے افعال کن کی بابت شریعت نے کرنے یا نہ کرنے کا کوئی حکم نہ دیا ہو)۔

(ب) مباح شرعی (جن کی بابت شریعت نے اختیار دیا ہو)۔

(ج) ایسے افعال جن پر کوئی واضح حکم نہیں آیا لیکن ادلہ شرعیہ نے اشارہ دیا ہو کہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مذکورہ بالا اقسام اباحت کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو نکاح ثانی "مباح الشرع" کی قسم میں آتا ہے جس کی اباحت و اجازت پر شریعت نے تصریح کی ہے۔ لہذا حکومت وقت "مباح الاصل" کے علاوہ دوسری دونوں مباح کی اقسام میں شامل افعال پر پابندی نہیں لگا سکتی۔ پھر تعدد ازدواج کا حکم تو مطلق مباح بھی نہیں بلکہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ تو اسے مستحب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "قال بعضهم ان فيها اشارة أيضاً الى استحباب الزيادة على الواحدة لمن لم يخف عدم العدل لانہ سبحانہ قدم الامر بالزيادة وعلّق امر الواحدة بخوف عدم العدل"[16] (بعض حضرات نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جس شخص کو عدل نہ کرنے کا خوف نہ ہو اس کو ایک سے زائد بیویاں کرنا مستحب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو مقدم ذکر کیا اور ایک بیوی رکھنے کو عدل نہ کرنے پر معلق کیا۔[17] نیز یہ پابندی کسی مصلحت پر مبنی نہیں ہے ،بلکہ اس میں مصلحتوں کا ضیاع ہے، اور حکومت وقت جو مباحات پر بابندی کا اختیار رکھتی ہے، اس میں ضروری ہے کہ عوام کے مصالح پیش نظر ہوں جو کہ اس صورت میں نہیں ہے۔ جیسا کہ قاعدہ فقہیہ ہے۔ "تصرف الامام بالرعية منوط بالمصلحة" [18] (رعایا سے متعلق امام کے کام مصلحت کے ساتھ مقید ہوتے ہیں)

جہاں تک نکاح ثانی کے لیے قانونی طریقہ کار اختیار نہ کرنے پر بطور جرم سزا کے نفاذ کی بات ہے تو جب گزشتہ بحث میں دلائل سے یہ ثابت ہو چکا کہ تعدد ازدواج ناجائز عمل یا جرم نہیں ہے بلکہ ایک جائز اور مستحب عمل ہے تو اس پر سزا کا جاری کرنا کسی طرح بھی درست قرار نہیں پاتا۔ نیز مہر کی فوری کا ادائیگی کا حکم لگانا بھی درست نہیں ہے کیونکہ بوقت نکاح مہر جس طرح مقرر ہوتا ہے اسی طرح واجب الادا رہتا ہے یعنی مؤجل ہو گا تو مؤجل اور معجل ہو گا تو معجل۔

کونسل کی تجویز پر تبصرہ:

مولانا شیرانی، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے کہا کہ قانون انفساخ مسلم ازدواج ایکٹ 1939 کی دفعہ 2 کی شق (f) کے تحت دوسری شادی کی بنیاد پر حق طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ علاوہ زیں دوسری شادی کو اجازت سے مشروط کرنا بھی خلاف شریعت ہے۔[19] جہاں تک کونسل نے دفعہ ٦ کو مسترد کرکے ایک متبادل دفعہ تجویز کی ہے، اس میں محل نظر یہ پہلو ہے کہ شادی کے عمل کو عدالتی جج کی اجازت کے ساتھ مشروط کر دیا گیا۔ کونسل نے انتہائی دردمندی اور دانشمندی سے رائے دی ہے لیکن ہمارا

عدالتی نظام جس میں بے شمار مقدمات سماعت کو مدتوں سے ترس رہے ہیں، اور پھر عدالت تک رسائی کے لئے بھاری فیسوں کے حامل وکلاء کے ذریعے سے معاملہ کی انجام دہی، انتہائی دشوار ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں عدالت کون سے ذرائع استعمال کرے گی، جن سے سائل کی اخلاقی ومالی استعداد جانچی جاسکے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی بیٹیوں / بہنوں کے ازدواج کے لئے اہتمام کرنا ہوتا ہے، وہ ہزار چیزیں اپنے حالات کے مطابق ایسی دیکھتے ہیں جن کے بارے میں کوئی دوسرا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا شادی کے انعقاد کے وقت تمام قسم کے ضروری اقدامات کیے جاتے ہیں۔ عدالت / کسی بھی ادارے کے اطمینان اور متعلقہ افراد کے اطمینان میں فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ جس عورت کی شادی نہیں ہوتی وہ جانتی ہے یا پھر اس کے اہل خانہ جانتے ہیں کہ ان کی ترجیحات کیا ہیں؟

آخر میں مولانا مفتی محمد شفیع کی رائے پر اکتفاء کرتا ہوں جس میں انہوں نے فرمایا: سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ اور سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۳، یہ دونوں حکم ایک اخلاقی ہدات نامہ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والا انسان گنہگار ہو گا اور محشر میں جوابدہ ہو گا۔ ان دونوں آیتوں میں نکاح پر کوئی پابندی نہیں کہ نکاح کو قابل سزا جرم قرار دے دیا جائے۔ اور یہ اخلاقی ہدایت جیسے ازدواج ثانی پر ہے اسی طرح پہلے نکاح پر بھی ہے۔

نتائج وسفارشات

مسلم عائلی قوانین 1961ء کی تقنین کا پس منظر اور ارتقائی نفاذ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستانی نمائندہ محمد علی بوگرہ نے دوسری شادی کے بعد تعدد ازدواج کو مغربی طلاق کے عمل کا متبادل حل سے موسوم کیا۔[20] اس کے رد عمل میں مسز بوگرہ نے امراء کی دیگر خواتین سے مل کر تعدد ازدواج کے خلاف مہم کا آغاز کر دیا۔ دریں اثناء جنرل ایوب نے مارشل لاء لگا دیا اور اپنی بیٹی نسیم جو اس مہم جو تنظیم کی ممبر تھی کی خواہش کے احترام میں پہلا کام مسلم عائلی قوانین 1961ء کا نفاذ کیا۔[21] مذکورہ قوانین میں کئی ایک شرعی تصادم ہیں۔ تعدد ازدواج جرم ہے نہ غیر شرعی لیکن مطلق اجازت بھی نہیں ہے۔ زوجین کے مساوی حقوق بالخصوص خواتین کے لئے سماجی انصاف کی فراہمی کیساتھ دوسری شادی کی اجازت ہے۔ تعدد ازدواج یا دوسری شادی کا مسئلہ حقوق نسواں، حقوق اطفال، معاشی ومعاشرتی عدل جیسی کئی اقدار پر بالواسطہ اثرات مرتب کرتا ہے۔ دوسری شادی پر بلا وجہ قیود سے اخلاقی انحطاط بڑھ رہا ہے جس کے لیئے فوری نوعیت کے مؤثر اقدامات کی ضرورت ہے۔

1. تعدد ازدواج ایک مباح امر ہے جس کے لئے حاکم وقت شریعت کی حدود و قیود میں رہ کر ہی کوئی ضابطہ تسدید کر سکتا ہے۔
2. محض پیشگی خوف اور استحصال کے اندیشہ کے پیش نظر دوسری شادی پر ایسی سخت پابندیوں کی بجائے حقوق زوجین سے موسوم قانون سازی کی جائے۔
3. حقوقِ نسواں کے تحفظ کی آڑ میں مردوں کے حقوق کا استحصال اور شریعت کی خلاف ورزی نہایت نامناسب عمل ہے۔
4. اسلام نے کثرت ازدواج کا تدارک کیا لیکن فطرت و معاشرت کے اصول کے تحت دوسری شادی کی اجازت بھی دی۔
5. دوسری شادی کو جرم قرار دینے کی بجائے حوصلہ شکنی کی پالیسی تسدید کی جاسکتی ہے۔
6. عائلی معاملات کی بابت اسلامی تعلیمات میں تقوی اور خوف خدا پر زور دیا گیا ہے لہذا قانون سازی سے زیادہ ذہنی واخلاقی تربیت کے ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

References

[1] Al-Nisā, 4: 3.
[2] Panipati, Qazi Thana'ullah, *Tafseer -e- Mazhari, (Karachi: Dar ul isha'at), 2:319*
[3] Al-Shafi'I, Abū ʿAbdullāh Muhammad ibn Idrīs, *Musnad al-Shafi'i, (Lahore: Shabbir Brothers), 1:274*
[4] Al-Bayhaqi, Aḥmad ibn Ḥusayn, *Sunan al-Kubra,(Beruit: Dār al-Kutub al-ʿilmīya), 7:184*
[5] Tonki, Mufti Wali Hassan, *Aile Qawanin Shariat ki Roshni men, Bayyenat, april 2015, 159.*
[6] Al-Ālūsī, Abū al-Thanā' Shihāb ad-Dīn Maḥmūd al-Ḥusaynī, *Ar-Rūh al-Ma'ānī fī Tafsīri-l-Qur'āni-l-'Aẓīm wa Sab'u-l-Mathānī, (Beruit: Dar-ul-Fikr), 1:303*
[7] Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abu'l-Ḥasan 'Alī bin Abī Bakr, *Al-Hidayah,(Lahore: Maktaba Rehmania), 3:23*
[8] Panipati, Qazi Thana'ullah, *Tafseer -e- Mazhari, 2:318*
[9] Al-Azharī, Pir Muhammad Karam Shah, *Tafsir Zia ul Quran, (Lahore: Zia-ul-Quran Publications), 1:317.*
[10] Al-Rum, 30: 21.
[11] Al-A'raf, 7: 179.
[12] Al-Nisā, 4: 129.
[13] Al-Azharī, Pir Muhammad Karam Shah, *Zia-ul-Nabi, (*Lahore: *Zia-ul-Quran Publications), 7:449.*
[14] Ibid. 459.
[15] Shafi, Mufti Muhammad, Short Comments on Family Laws, (Karachi: Dar-ul-uloom publication), 30.
[16] Al-Ālūsī, Abū al-Thanā' Shihāb ad-Dīn Maḥmūd al-Ḥusaynī, *Ar-Rūh al-Ma'ānī fī Tafsīri-l-Qur'āni-l-'Aẓīm wa Sab'u-l-Mathānī, (Beruit: Dar-ul-Fikr), 1:303*
[17] Tonki, Mufti Wali Hassan, *Aile Qawanin Shariat ki Roshni men, Bayyenat, april 2015, 170.*
[18] Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm, *Al-Ashbāh wa-al-naẓā'ir, ,(Beruit: Dār al-Kutub al-ʿilmīya),1:123*
[19] Ali .K, Muslim women cannot object to husbands marriages, Dawn News, 22 October 2014 https://www.dawn.com/news/11395
[20] Baloch ‹Akhtar, The Pakistani Prime Minister Who Drove a Locomotive, Dawn News, 8th September 2015 https://www.dawn.com/news/1205473 2
[21] Ibid.